پروفیسر حافظ احمد یار

خِدمت قرآن کے میدان

—— یہ مقالہ انجمن کے زیر اہتمام سالانہ محاضرات قرآنی منعقدہ مارچ ۸۰ء میں پڑھا گیا ——

قرآن کریم پر کلام اللہ اور کتاب اللہ کی حیثیت سے ایمان لانا ایک مسلمان کے لئے اجزائے ایمان کا ایک جزو بھی ہے اور کامل و مکمل ایمان کے مضمرات اور مقتضیات کی تمام تفصیلات کی اساس اور بنیاد بھی ہے۔ قرآن بیک وقت منبع ایمان اور سرچشمہ یقین بھی ہے اور سالک راہ خدا یا مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے راہ و رسم منزل سے آگاہی اور سخت مقامات کی نشان دہی پر مشتمل ایک مکمل مجموعہ ہدایت بھی ہے ——— قرآن معاش و معاد یعنی دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی کے لئے راہنما ہے اور اس نصب العین کے حصول میں پیش آنے والی ہر مشکل کا حل اور ہر مرض کی دواء اور شفاء ہے۔ گویا وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا۔

مگر اس وقت ہمارا موضوع قرآن کی اہمیت یا عظمت کا بیان نہیں ہے۔ یہ چند فقرے بھی تمہید کے طور پر زبان (قلم) پر آ گئے۔

دین اسلام میں قرآن کا یہ مقام ہی اس کے ماننے والوں پر کچھ فرائض اور واجبات عائد کرتا ہے۔ اسی کو آپ "مسلمانوں پر قرآن کے حقوق" بھی کہہ سکتے ہیں ـــ ان حقوق اور فرائض کو مختصراً ہم پانچ یا چھ بنیادی عنوانات میں تقسیم کر کے "حقوق پنجگانہ" یا شش جہات واجبات کی صورت میں بھی بیان کر سکتے ہیں۔ مگر ان حقوق کی ادائیگی اور ان فرائض کی بجا آوری سے خدمت قرآن کے اتنے میدان سامنے آتے ہیں کہ ان تمام میدانوں میں قرآن کے لئے کام کرنا اور اس میں خدمت کا حق ادا کرنا کسی ایک فرد کے لئے ممکن ہی نہیں۔ اسی لئے یہ مجموعی طور پر پوری امت کی ذمہ داری ہے اور تقسیم کار کے طور پر اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق قرآن کریم کی کوئی نہ کوئی خدمت سرانجام دینا ہر مسلمان پر فرض ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ کرام اور ان کے تابعین اور بعد میں آنے والے سلف صالحین نے مختلف میدانوں میں قرآن کی جو خدمات سرانجام دیں اس نے آنے والوں کے لئے نہ صرف عمل کی راہیں متعین کر دیں بلکہ خدمت قرآن کے بہترین عملی نمونے بھی چھوڑے ہیں۔

ڈاکٹر لبیب السعید نے اپنی کتاب "الجمع الصوتی الاول للقرآن الکریم" میں امت مسلمہ کی قرآنی خدمات پر تبصرہ کا آغاز۔ علامہ عبد اللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں سے چند سطروں کے ترجمہ سے کیا ہے۔

لیس فی الدنیا کتاب وضعت فی خدمته مثل هذه الکثرة من المواهب التی وضعت فی خدمة القرآن ولا مثل هذه الوفرة من العمل والوقت والمال "

علامہ عبد اللہ یوسف علی مرحوم کی اصل عبارت یوں ہے:

"There is no Book in the world in whose service so much talent, so much labour, so much time and money have been expended as has been the case with the Quran."

قرآن سے متعلق فرائض ادا کرنے یا قرآن کے لئے خدمات سرانجام دینے کے کام کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) حفاظتِ قرآن (۲) نفاذِ قرآن

حفاظتِ قرآن میں اس کے متن کی حفاظت، اس کے معنی کی حفاظت اور اس کی حقانیت کی حفاظت شامل ہیں اور حفاظتِ قرآن کی غایت احکام قرآنی کا عملی نفاذ ہے۔ حفاظتِ قرآن سے متعلق تمام خدمات و انتظامات آیۂ کریمہ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ " کی عملی تفسیر اور ظہورِ حق کا ایک نمونہ ہیں تو نفاذِ تشریع قرآنی کی ہر مخلصانہ کوشش بفحوائے آیت کریمہ " جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ "، غلبۂ حق کی منزلِ مراد کی طرف ایک قدم ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ اگر کسی زمانے میں یا کسی ایک جگہ کے مسلمانوں نے خدمتِ قرآن کے کسی ایک میدان میں کوتاہی اور تساہل سے کام لیا تو اس کی تلافی کے لئے کسی دوسرے زمانے یا کسی دوسرے علاقے میں اللہ تعالےٰ افراد و جماعات کی صورت میں خدامِ قرآن پیدا کرتا رہا ہے۔

حضرات! یہاں تک پہنچنے کے بعد اور "منزلِ مراد" اور "ادائے واجب میں کوتاہی" کے ذکر سے مجھے پاکستان اور قرآن میں ایک عجیب مماثلت نظر آئی۔ مثلاً

(۱) دونوں کی خدمت خلوص سے زیادہ چرب زبانی کے ساتھ کی جا رہی ہے۔

(۲) دونوں کے واسطے کام کرنے والوں کے مقابلے پر دونوں سے اپنا کام لینے والے زیادہ ہیں۔

(۳) پاکستان کے مقاصد اور قرآن کے مطالب کا خلاصہ لا الٰہ الا اللہ ہی تھا اور ہے لیکن دونوں کے نام لیواؤں میں اللہ اور غیر اللہ کے فرق کو بھی نہ سمجھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔

(۴) پاکستان اور قرآن کے مقاصد کے مطابق چلنے کی بجائے دونوں کو اپنے مقاصد کے مطابق "چلانے" والے بھی سرگرمِ عمل ہیں۔

(۵) اس وقت دونوں ہی اندرونی خرکاروں اور بیرونی تخریب کاروں کے نرغے میں ہیں۔

اور یوں دونوں کی خدمت میں ایک طرح کا عدمِ استحکام پیدا ہو گیا ہے۔

یہ سوچ کر اور پھر یہ دیکھ کر کہ ان محاضرات کے عنوانات میں استحکام کا لفظ غالب ہے۔ تو اب مجھے اپنے عنوان "خدمتِ قرآن کے میدان" کو "استحکام خدماتِ قرآن" میں بدل لینا مناسب معلوم ہوا۔

نیز اس وجہ سے بھی کہ خدمتِ قرآن کے میدان اب میں کیا متعین کروں گا۔ وہ تو عہدِ رسالت اور دورِ تبع تابعین کے درمیان ہی متعین ہو چکے تھے۔ بعد والے تو اس میں اپنی خدمت کے لئے "ختم شریف" کا اضافہ ہی کر سکے۔

لہٰذا اب ہم خدمتِ قرآن کے صرف ان پہلوؤں پر نظر ڈالیں گے جہاں ہمارے بزرگوں

نے تن دہی سے کام کیا مگر ہم نے اپنی غفلت سے عدم استحکام کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اس طرح خدمتِ قرآن کے بنیادی میدان بنتے ہیں: اسے لکھنا لکھانا۔ اسے پڑھنا پڑھانا۔ اسے سمجھنا سمجھانا۔ اس کو دشمنوں کے حملوں سے بچانا اور معاشرے میں اسی کے قانون کا سکہ جمانا۔

● قرآن کے لئے کوئی خدمت سرانجام دینے کا سب سے پہلا موقع یا اعزاز جو بعض صحابہؓ کو حاصل ہوا وہ کتابتِ وحی کا تھا۔ عہدِ رسالت میں کتابتِ آیات کی یہ خدمت ہی عہدِ صدیقی میں جمعِ قرآن بصورتِ مصحف ظاہر ہوئی اور اسی مصحف کی نقول سے عثمانی ایڈیشن کے مصاحف تیار کئے گئے۔ اس طرح مصاحفِ عثمانیہ کے ذریعے عہدِ نبویؐ کا طریقِ کتابت بھی محفوظ ہو گیا ــــ اور اسی لئے آئندہ کے لئے کتابتِ مصحف کا معیارِ صحت یہی قرار پایا کہ وہ ان مصاحف میں سے کسی ایک کی ہو بہو نقل ہو۔ یا اس سے تیار کردہ نقل کی نقل ہو ــــ اور اس میں مصاحف عثمانی میں استعمال شدہ طریقِ املاء (ہجاء) سے سرِمو بھی تفاوت نہ ہو۔ اس طریقِ املاء کا نام ہی رسمِ عثمانی پڑ گیا۔ اور جن کو بوجوہ یہ نام اچھا نہ لگا انہوں نے بھی رسمِ قرآنی یا رسمِ مصحف کے نام سے اسی طریقِ املاء (ہجاء) کی پیروی کو لازمی مانا۔

یہی وجہ ہے کہ کاتبانِ مصاحف کی راہنمائی کے لئے اور علمائے تجوید و قرأت کے استفادہ کے لئے اس مخصوص فن یعنی علم الرسم پر الگ کتابیں تالیف کی گئیں۔

مختلف عوامل کے باعث بعض اسلامی خصوصاً ایشیائی ممالک میں رسمِ عثمانی کے اس التزام سے تساہل برتا جانے لگا۔ تاہم اندلس اور افریقی ممالک اس خرابی سے محفوظ رہے۔

رسمِ عثمانی کی غلطیوں پر مبنی نسخوں سے کتابت کے باعث آہستہ آہستہ یہ غلط املاء آنکھوں کو مانوس نظر آنے لگا۔ مصاحف خطیہ کے دور تک تو قدرتاً ان اغلاط کی اشاعت کا دائرہ محدود رہا مگر دورِ طباعت میں یہ اغلاط آناً فاناً اضعافاً مضاعفہ ہونے لگیں تو اہلِ علم اس صورت حال سے بے چین ہو گئے اور گزشتہ صدی میں اس کوتاہی اور تساہل کے خلاف آواز اٹھنے لگی۔ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۱ء میں رضوان بن محمد المخللاتی کے زیرِ اہتمام مصر سے ایک مصحف شائع ہوا جس میں بڑی حد تک رسمِ عثمانی کا التزام کیا گیا تھا۔ اس کے بعد قاہرہ ہی سے حکومتِ مصر کے زیرِ اہتمام فواد الاول کے زمانے میں ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء میں اہلِ علم ماہرینِ فن کے ایک بورڈ کی نگرانی میں بڑے اہتمام سے

وہ مشہور نسخہ شائع ہوا جو عموماً مصحف الملک یا نسخہ امیریہ کے نام سے معروف ہے اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۷۱/۱۹۵۲ میں شائع ہوا اور اس میں رسم عثمانی کی ان چار غلطیوں کو بھی درست کر دیا گیا جو طبع اوّل میں رہ گئی تھیں۔ اس کے بعد سے شرقِ اوسط کے تمام عرب ممالک میں شائع ہونے والے مصاحف بالعموم اسی مصری مصحف طبع دوم سے نقل کئے جاتے رہے ہیں۔ اس مصری نسخے پر مبنی مگر بہت خوبصورت نسخہ دمشق سے الدار الشامیہ نے ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں شائع کیا اور ۱۹۸۵ء میں حکومت سعودی عرب نے یہی نسخہ مجمع الملک فهد لطباعة المصحف کے زیر اہتمام شائع کیا ہے۔ پاکستان میں مولوی ظفر اقبال صاحب مرحوم نے اسی مصری نسخہ پر مبنی تجویدی قرآن کا نسخہ تیار کروایا جسے پیکیجز لمیٹڈ نے ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں شائع کیا ہے۔ پاکستان میں شائع ہونے والا یہ واحد مصحف ہے جس میں رسم عثمانی کا التزام کیا گیا ہے۔

جن نسخوں کا ابھی ذکر ہوا ہے یہ سب قرأت کے لحاظ سے حفص عن عاصم والی روایت پر مبنی ہیں۔ مصری نسخہ کا اہتمام دیکھ کر بعض دوسرے افریقی ملکوں میں جہاں حفص کے علاوہ دوسری روایاتِ قرأت متداول ہیں، انہوں نے بھی رسم عثمانی کے التزام پر مبنی مگر اپنے ہاں رائج قرأت کی علاماتِ ضبط کے ساتھ مصاحف شائع کئے ہیں۔ ورش عن نافع والی روایت تمام افریقی ملکوں خصوصاً نائیجیریا مراکش وغیرہ میں عام ہے۔ حکومت سوڈان نے ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء میں دوری عن ابی عمرو البصری کی روایت پر مبنی نسخہ قرآن شائع کیا اور تونس سے ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں قالون عن نافع کی روایت پر مبنی نسخہ عبدالعزیز خماسی کی کتابت سے شائع ہوا اور ابھی حال میں حکومتِ لیبیا نے بھی قالون عن نافع کی روایت پر مبنی ابوبکر ساسی کی کتابت کے ساتھ ایک نسخہ قرآن شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ بھی رسم عثمانی پر ہی مبنی ہے۔ ان مصاحف کی اشاعت سے ایک دفعہ پھر کتابتِ مصاحف میں رسم عثمانی کے التزام کا احساس یا تجدیدِ احساس ایک تحریک کی شکل اختیار کر رہا ہے۔

رسم عثمانی کے عام رسم املائی سے اختلاف اور کتابت مصحف میں خود رسم عثمانی میں بھی کئی جگہ کسی اصول کی پابندی کے فقدان کے اسباب کی تلاش میں ـــــ رسم قرآنی کے توفیقی ہونے سے لے کر صحابہؓ کے قواعد املاء سے ناواقفیت جیسے انتہائی متضاد نظریات وجود میں آئے۔

۔۔۔ تاہم گذشتہ صدی میں شمالی عرب اور شام کے بعض علاقوں سے قبل از اسلام دور کے بعض نبطی کتبات کی دریافت نے رسم عثمانی کے مآخذ و مصادر کی طرف رہنمائی کر دی ہے۔

رسم قرآن کے اس فنی پہلو کے ساتھ ساتھ خط قرآن نے حسن و جمال کے کئی قالب گذشتہ چودہ صدیوں میں اختیار کئے اور جمال خط کے ساتھ بعض دفعہ کتابت مصاحف میں صنائع و بدائع کا استعمال تو بعض دفعہ اعجاز قرآنی کا ایک مظہر نظر آتا ہے ۔ کتابت مصاحف یا خطِ قرآن جہاں خدمت قرآن کا ایک میدان ہے وہاں اس خدمت میں محبت و عقیدت کا ایک مظہر بھی ہے ۔

افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ ہمارے ملک میں طباعت و اشاعتِ قرآن کے نام سے لاکھوں بلکہ کروڑوں کا کاروبار کرنے والے ادارے ابھی تک رسم عثمانی کے مفہوم و معنی سے ناواقف ہیں اور ہماری حکومت جو آئینی اور قانونی طور پر قرآن کریم کی درست کتابت و طباعت کی ذمہ دار ہے ۔ وہ ابھی اس طرف کوئی عملی توجہ نہیں دے رہی ۔۔۔۔ حکومت ناشروں کے نام ایک سرکلر جاری کر دیتی ہے کہ نسخہ ہائے قرآن رسم عثمانی کے مطابق شائع کئے جائیں لیکن خود حکومت اس معاملے میں کوئی راہنمائی کرنے سے قاصر ہے ۔

قرآن کریم کی کتابت ہی کے سلسلے میں ہجا در سم کے علاوہ بعض اور امور مثلاً ضبط، وقف، شمارِ آیات مواقع سجدات وغیرہ کی نشاندہی اور مختلف تقسیمات مصحف بھی شامل ہیں۔ تاہم ان امور کا تعلق چونکہ قرآن کریم کی قرأت سے ہے اس لئے ان کا ذکر ہم ابھی آگے تعلیم و تعلم قرآن کے ضمن میں کریں گے ۔

● کتابت کے بعد قرآن کی دوسری اہم بنیادی خدمت اس کا پڑھنا پڑھانا ہے ۔ کتابت وحی کے برعکس قرأت، اور تلاوتِ قرآن کی ابتدا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ۔۔۔ کتابت تو آپ کسی سے کروا لیتے تھے مگر قرآن کی قرأت آپ خود جبریل سے سن کر حفظ کر لینے کے بعد خود صحابہ کو پڑھاتے تھے ۔ آہستہ آہستہ آپؐ سے پڑھے ہوئے خود آگے پڑھانے پر

مامور کیے گئے ۔ ابتدائی مکی دور سے ہی حضورؐ کی لکھوائی ہوئی سورتوں اور آیات کی نقول بھی صحابہؓ میں پھیلنے لگیں۔ اور قرآن حفظ بھی کیا جانے لگا قرآن کریم کی قرأت کی تعلیم محض تحریر کی بجائے تلقی اور سماع کے ذریعے جاری رہی ۔

مدنی دور کے آخری حصے میں قرآن کریم کی تعلیم اور تدریس قرأت علاقائی حکام بالا کی ذمہ داری قرار دی گئی ۔ ہمارے لیے یہاں عہد نبوی میں قرآن پڑھنے پڑھانے کے اس نظام کی پوری تفصیلات میں جانا ممکن نہیں ۔ البتہ یہاں قرأت قرآن کے سلسلے میں دو باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے ۔

(۱) ایک تو یہ کہ آپؐ نے اپنے عملی اقدامات کے علاوہ تعلیم و تعلم قرآن' اس کی قرأت اور اس کے حفظ کے فضائل پر اتنا زور دیا کہ اس سے مسلمانوں کے اندر تعلیم و تعلمِ قرآن کے لئے ایک جوش و خروش پیدا ہوگیا ۔

(۲) قرأتِ قرآن کے سلسلے میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ آنحضورؐ نے خود بھی قرآن کریم میں بعض کلمات کو ایک سے زیادہ طریقوں سے پڑھا اور پڑھایا ـــــــ اور عرب کے مختلف قبائل کو ان کے اپنے اپنے لہجے میں قرآن پڑھنے کی اجازت دی ـــــــ

عربوں کے اس لہجاتی فرق کو سمجھنے کے لئے کتابوں میں متعدد مثالیں ملتی ہیں ۔ آنحضورؐ خود بھی ان قبائل کے ساتھ بعض دفعہ ان ہی کے لہجے میں گفتگو فرمالیتے تھے ۔ صرف دو مثالوں سے اندازہ کر لیجئے :۔

(۱) ایک آدمی نے آنحضرتؐ سے پوچھا : امم برّم صیامم بم سفر (یعنی أمن البرالصیام فی السفر)
آپؐ نے جواباً فرمایا : لیس مم برّم صیامم بم سفر (یعنی لیس من البرالصیام فی السفر)

۲) بنی سُلیم کے ایک آدمی نے پوچھا :
یارسول اللہ ایدالک الرجل اھلہ ؟ (یہاں یدالک بمعنی یماطل آیا ہے)
آپؐ نے فرمایا : اذا کان مفلجا (یعنی مفلس)
ابوبکرؓ کے دریافت کرنے پر آپؐ نے اس کی وضاحت فرمائی تھی ۔
قبائلِ عرب کی بعض لہجاتی خصوصیات کا ذکر کتابوں میں مختلف ناموں سے ملتا ہے ۔

۔۔۔ تاہم گذشتہ صدی میں شمالی عرب اور شام کے بعض علاقوں سے قبل از اسلام دور کے بعض نبطی کتبات کی دریافت نے رسم عثمانی کے مآخذ و مصادر کی طرف رہنمائی کر دی ہے۔

رسم قرآن کے اس فنی پہلو کے ساتھ ساتھ خط قرآن نے حسن و جمال کے کئی قالب گذشتہ چودہ صدیوں میں اختیار کئے اور جمال خط کے ساتھ بعض دفعہ کتابت مصاحف میں صنائع و بدائع کا استعمال تو بعض دفعہ اعجاز قرآنی کا ایک مظہر نظر آتا ہے ۔ کتابت مصاحف یا خطِ قرآن جہاں خدمت قرآن کا ایک میدان ہے وہاں اس خدمت میں محبت و عقیدت کا ایک مظہر بھی ہے ۔

افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ ہمارے ملک میں طباعت و اشاعتِ قرآن کے نام سے لاکھوں بلکہ کروڑوں کا کاروبار کرنے والے ادارے ابھی تک رسم عثمانی کے مفہوم و معنی سے ناواقف ہیں اور ہماری حکومت جو آئینی اور قانونی طور پر قرآن کریم کی درست کتابت و طباعت کی ذمہ دار ہے ۔ وہ ابھی اس طرف کوئی عملی توجہ نہیں دے رہی ۔۔۔ حکومت ناشروں کے نام ایک سرکلر جاری کر دیتی ہے کہ نسخہ ہائے قرآن رسم عثمانی کے مطابق شائع کئے جائیں لیکن خود حکومت اس معاملے میں کوئی راہنمائی کرنے سے قاصر ہے ۔

قرآن کریم کی کتابت ہی کے سلسلے میں ہجا و رسم کے علاوہ بعض اور امور مثلاً ضبط ، وقف، شمارِ آیات مواقع سجدات وغیرہ کی نشاندہی اور مختلف تقسیمات مصحف بھی شامل ہیں۔ تاہم ان امور کا تعلق چونکہ قرآن کریم کی قرأت سے ہے اس لئے ان کا ذکر ہم ابھی آگے تعلیم و تعلم قرآن کے ضمن میں کریں گے ۔

● کتابت کے بعد قرآن کی دوسری اہم بنیادی خدمت اس کا پڑھنا پڑھانا ہے ۔ کتابت وحی کے برعکس قرأت ، اور تلاوتِ قرآن کی ابتداء خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ۔۔۔ کتابت تو آپ کسی سے کروا لیتے تھے مگر قرآن کی قرأت آپ خود جبریل سے سن کر حفظ کر لینے کے بعد خود صحابہ کو پڑھاتے تھے ۔ آہستہ آہستہ آپ سے پڑھے ہوئے خود آگے پڑھانے پر

مامور کیئے گئے۔ ابتدائی مکّی دور سے ہی حضورؐ کی لکھوائی ہوئی سورتوں اور آیات کی نقول بھی صحابہؓ میں پھیلنے لگیں۔ اور قرآن حفظ بھی کیا جانے لگا قرآن کریم کی قرأت کی تعلیم محض تحریر کی بجائے تلقی اور سماع کے ذریعے جاری رہی۔

مدنی دور کے آخری حصے میں قرآن کریم کی تعلیم اور تدریس قرأت علاقائی حکام بالا کی ذمہ داری قرار دی گئی۔ ہمارے لئے یہاں عہد نبوی میں قرآن پڑھنے پڑھانے کے اس نظام کی پوری تفصیلات میں جانا ممکن نہیں۔ البتہ یہاں قرأت قرآن کے سلسلے میں دو باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ آپؐ نے اپنے عملی اقدامات کے علاوہ تعلیم و تعلم قرآن، اس کی قرأت اور اس کے حفظ کے فضائل پر اتنا زور دیا کہ اس سے مسلمانوں کے اندر تعلیم و تعلم قرآن کے لئے ایک جوش وخروش پیدا ہوگیا۔

(۲) قرأتِ قرآن کے سلسلے میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ آنحضورؐ نے خود بھی قرآن کریم میں بعض کلمات کو ایک سے زیادہ طریقوں سے پڑھا اور پڑھایا ـــــــ اور عرب کے مختلف قبائل کو ان کے اپنے اپنے لہجے میں قرآن پڑھنے کی اجازت دی ـــــــ

عربوں کے اس لہجاتی فرق کو سمجھنے کے لئے کتابوں میں متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ آنحضورؐ خود بھی ان قبائل کے ساتھ بعض دفعہ ان ہی کے لہجے میں گفتگو فرما لیتے تھے۔ صرف دو مثالوں سے اندازہ کر لیجئے:۔

(۱) ایک آدمی نے آنحضرتؐ سے پوچھا: امم برّم صیامم بم سفر (یعنی أمن البر الصیام فی السفر)
آپؐ نے جواباً فرمایا: لیس مم برّم صیامم بم سفر (یعنی لیس من البر الصیام فی السفر)

(۲) بنی سُلیم کے ایک آدمی نے پوچھا:
یا رسول اللہ ایدالک الرجل اھلہ؟ (یہاں یدالک بمعنی یماطل آیا ہے)
آپؐ نے فرمایا: اذا کان مفلجا (یعنی مفلسا)
ابوبکرؓ کے دریافت کرنے پر آپؐ نے اس کی وضاحت فرمائی تھی۔
قبائل عرب کی بعض لہجاتی خصوصیات کا ذکر کتابوں میں مختلف ناموں سے ملتا ہے۔

اس قسم کی چیزیں لغت قریش میں عیب شمار ہوتی تھیں اور قرآن لغت قریش میں ہی نازل ہوا تھا۔ بہرحال قبائل عرب کو اپنے لہجے کے ساتھ قرأت قرآن کی اسی اجازت سے ہی قرأت کا وہ اختلاف نمودار ہوا جس کے اندر افتراق امت کے ایک امکانی خطرہ کے سد باب کے لئے عہد عثمانی میں یہ اجازت واپس لے لی گئی اور مصحف صدیقی پر مبنی وہ عثمانی ایڈیشن تیار ہوا جو آج تک پوری امت کے لئے کتابت و قرأت قرآن کی صحت کا معیار چلا آتا ہے۔ اور جس میں کسی لفظ بلکہ دندانہ (نبرہ) کے بدلے بغیر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق تواتر ثابت تمام اختلاف ہائے قرأت کی گنجائش موجود ہے۔

ابتدائی اموی دور میں غیر عربوں کو قرأت قرآن میں صحت و سرعت پر قادر کرنے کے لئے حرکات اور اعجام کی ابتدا ہوئی اور آہستہ آہستہ یہ ایک مستقل علم بن گیا جسے علم الضبط کہا جاتا ہے۔ مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں اور تمام مستند اختلاف ہائے قرأت کو ملحوظ رکھنے کی بنا پر علم الضبط یا علامات ضبط کے اصول و قواعد مرتب ہوتے۔ قرأت قرآن سے مربوط علم الاصوات یا صوتیات قرآن (PHONETICS) کے تقاضوں کو علامات ضبط کے ذریعے واضح کرنے کی کوششیں جاری رہیں اور اب تک جاری ہیں۔ پرانے زمانے میں قلمی مصاحف میں بعض علامات ضبط سرخ سیاہی سے ڈالی جاتی تھیں۔ دور طباعت میں جب یہ ممکن نہ رہا۔ (اب ممکن ہے اگرچہ مہنگا ہے) تو علامات ضبط میں تجدید و ایجاد کا عمل ایک دفعہ پھر شروع ہوا۔ اس کے مظاہر مصر کے مصحف الملک کے علاوہ مصحف حلبی (۱۹۳۵/۱۳۵۴ھ) نیز تونس۔ لیبیا۔ سوڈانی سعودی مصحف اور پاکستان کے جدید قرآن مجید میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ مختلف اسباب کی بنا پر دنیائے اسلام کے مختلف حصوں میں قراء سبعہ کی بعض خاص خاص روایات متداول ہو گئی ہیں۔ مثلاً مصر اور ایشیائی ممالک میں روایۃ حفص عن عاصم مراکش، غانا اور نائیجیریا میں ورش عن نافع۔ تونس و لیبیا میں قالون عن نافع۔ سوڈان میں الدوری عن ابی عمرو البصری رائج ہیں

اختلاف قراءات کے علاوہ بعض دفعہ ایک ہی روایت اور قرارت کے لئے مختلف ملکوں میں مختلف علامات ضبط استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً ترکی ایران برصغیر اور

چین میں روایت حفص رائج ہونے کے باوجود ہر ملک کی علامات ضبط جدا ہیں۔ نائجیریا اور مراکش میں روایہ ورش کے باوجود انداز کتابت اور طریق ضبط دونوں جدا ہیں۔

دراصل ہر جگہ خادمانِ قرآن نے قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نطق صحیح کو مختلف علاماتِ ضبط کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے ملک میں اس کی جدید ترین اور مفید مثال تجویدی قرآن ہے۔

تمام علامات ضبط کے اس سارے نظام اور ان تمام مساعی کے باوجود قرآن کی درست قرأت اور صحیح نطق کا دارومدار بالمشافہ تعلیم پر ہے۔ آپ کسی طریقہ علامات ضبط کو دیکھئے عموماً ہر مشکل تلفظ مثلاً ادغام ناقص۔ اخفاء۔ اظہار۔ قلقلہ۔ امالہ۔ اشمام۔ اختلاس۔ تسہیل ہمزہ یا بین بین اور اختلاس کی علامات لکھ کر کبھی ساتھ ہی لکھا جاتا ہے کہ: "یدرك بالمشافهة یا یوخذ بالتلقی والمشافهة" اور کبھی صاف لکھا ہوتا ہے کہ: "ولا یحکم ذلك کله الا بالمشافهة والسماع من لفظ الشیوخ"۔

دورِ حاضر کی ایجادات کو خدمتِ قرآن کے لئے استعمال کرتے ہوئے قرآن کے خادموں نے ریکارڈنگ کے ذریعے قراءات میں اس نطق صحیح کو بھی محفوظ کر لیا ہے جو بسند تواتر عہدِ نبوی سے علم القراءات کے اساتذہ فن کے ذریعے بذریعہ تلقی و سماع محفوظ چلا آتا تھا۔

اس وقت تک حفص، ورش اور دوری کی روایات قرارت میں مکمل قرآن ریکارڈ ہو چکا ہے۔ اور اب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تدریسی اور تعلیمی مقاصد کے لئے سبعہ قراءات پر مشتمل ریکارڈنگ جاری ہے۔

قرآن کی درست قرارت کی تعلیم کے سلسلے میں خدام قرآن کے نوٹس میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ بچوں کو شروع سے ہی درست قرارت کے ساتھ قرآن پڑھانا فرض ہے۔ کم از کم بقدر نماز درست قرآن یاد کرنا اور اسے درست پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

کہتے ہیں کہ مشہور تابعی ابوعبدالرحمٰن السلمی باوجود اپنی تمام تر علمی بزرگی اور بلندیٔ مرتبہ کے پورے چالیس سال تک جامع کوفہ میں صرف قرآن پڑھانے میں مصروف رہے اور یہ صرف حدیث "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" سے متاثر ہو کر۔ افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں یہ

فرض بھی ٹھیک طور پر سرانجام نہیں دیا جارہا۔ بچوں کے لئے بازار میں دستیاب قرآنی قاعدے تک اغلاط سے مبرا نہیں ہیں سوائے ایک آدھ کے

ضروری ہے کہ بچوں کے لئے مدارس میں نطق صحیح اور قرأت صحیح کی مشق رکھنے والے قراء معقول مشاہروں پر رکھے جائیں۔ اور تلقی و سماع کے مسنون طریقے کا احیاء کیا جائے۔

بچوں کو صحتِ تلفّظ اور نطقِ صحیح کے ساتھ قرآن حفظ کرانے کا بندوبست کرنا خدمتِ قرآن کا نہایت اہم میدان ہے۔ بدقسمتی سے بعض مجبوریوں کی وجہ سے اساتذۂ قرآن تلامذہ پر پوری توجہ نہیں دے سکتے۔

اسی طرح حفظِ قرآن کی حوصلہ افزائی کے علاوہ اس کی صحیح لائنوں پر تکمیل وقت کی نہایت اہم ضرورت ہے۔

یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اکثر پڑھے لکھے لوگ قرأت قرآن سے ناآشنا نظر آتے ہیں حالانکہ اسلامی نظامِ تعلیم کی بدولت تو ہر قرآن خوان اپنی علاقائی زبان پڑھنے (ریڈنگ) پر قادر ہو جاتا تھا۔

● لکھنے اور پڑھنے کے بعد یا کتابت و قرأت کے علاوہ قرآن کی خدمت کا اگلا میدان قرآن کا سمجھنا اور سمجھانا ہے۔ اس میدان میں اگلوں کی خدمات کا اندازہ کرنے کے لئے تراجم و تفاسیر قرآن کے ضخیم ذخائر نے علاوہ معاجمِ قرآن (ڈکشنری) اور قرآنی موضوعات پر مستقل تالیفات کی طرف اشارہ کرنا ہی کافی ہے۔

تاہم اتنے ذخیرہ کے فراہم ہو جانے کے باوجود کسی چیز کو حرفِ آخر نہیں کہا جاسکتا۔ اور کسی بھی تفسیر یا ترجمہ کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور ترجمہ یا تفسیر کی ضرورت نہیں۔

اس وقت ایک قابلِ غور امر جس کی طرف توجّہ دلانا مقصود ہے یہ ہے کہ آج کی زندگی میں ماہرین کے پاس بھی ضخیم کتابوں کے مطالعہ کا وقت نہیں ہے۔ زندگی کے اس رواں دواں دور میں چھوٹے پمفلٹ یا مضامین وغیرہ کے ذریعے قرآنی تعلیمات کی اشاعت کا کام کیا جائے ـــــ اور درست قرآنی فہم کو عام کرنے کی کوشش